

يَوْمُ عَكَشُورَاءُ

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”مجھے اللہ سبحان و تعالیٰ کی ذات پر یقین ہے کہ وہ عاشوراء (10 محرم الحرام) کے روزے کے بدالے نزدیک ایک سال کے گامانع فرمادیں گے۔“

شماره نمبر: 25

نے عزم کے ساتھ کھڑے ہو کر آگے بڑھیں۔

(ج) کا آنچہ کل سے بہتر نہ ہو وہ تقاضا (میں سے)

یعنی جس شخص یا فرد کا آج ہا کام کل
سے بہتر نہ ہو تو وہ شخص یا وہ فرد خسارے میں ہے۔ اسی لیے ہم
لوچا ہیتے کہ ہر نئے سال میں اپنے ماخی کا حاصلہ کریں۔ اور اسی
کے مطابق اسی کی نسبت سے اپنے مستقبل کو اگے بڑھانے
کے لیے اپنے مستقبل میں افسوس یا حزن نہ ہونے کے لیے
بھی سے اس کی تیاری کریں۔ یہ کنکرے بعد میں اس کا پھل ہم کو
یہ ولادا ہیں۔

آخر میں صرف یہی کبوں گا کہ صرف عزم
لر کے پار اداہ رکھ کے ہم آگے نہیں بڑھ سکتے بلکہ اس عزم یا
روادہ کو حقیقت بتانا یا حکما ایک عملی جامد پہنچتا ہمیں ہمارا اصل
قدحہ ہونا جائے چکے

(1) کاغذ پر اپنے مقاصد لکھیں۔ (2) ب سے اہم کاموں کو پلے نجام دیں۔ (3) ہر دن کے آخر میں جائزہ لیں کہ میں نے حلق تکام کیا، اور کتابت خاتم کیا۔ (4) گر کبھی ناکامی ہو تو وہ مارڈ کو شکر کر کسی لاکوڑی پر جوول۔

ای طرح ہم کو ضروری ہے کہ ہم اپنے
عزم اُم کو عملی جام پہنائیں۔ اور اس کی تھیں کیلے بختا ہو
کے اتنا کوشش کریں۔ مخت کریں تھیں جا کے ہم اپنی زندگی کو
کام اسکے لئے برا۔

اس مضمون کے موضوع پر میں پھر سے آپ
لی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اس موضوع پر آپ کو غور و فکر دانا
چاہتا ہوں کہ (غماں نیا عزم) یہ صرف ایک جملہ نہیں ہے۔
بلکہ یہ ہماری زندگی بد دینے والا ایک نقطہ ہے۔ اگر ہم اس
نقطے پر غور و فکر کریں تو ہم کو سمجھا جائیگا کہ ہماری زندگی کا اصل
مقصد کیا ہے۔ ہمیں کیا کرننا چاہیے؟ اور ہم کیا کر رہے ہیں۔ نیا
سماں آتے وقت ہمیں کس بیکاری تیار کرنا چاہیے۔

بیمارے دوستو!

نیا سال پہلیں ایک موقع دیتا ہے کہ ہم اپنے
مندر جھاگیں۔ لبی کمزور یوں کو بچانی۔ اور معلوم کریں کہ
ہماری کیا کمزوریاں ہیں۔ ہماری کیا کمزوریاں ہیں۔ پھر اس کے
بعد خامیوں یا کمزور یوں کو دور کرنے کی کوشش کریں۔
اس کو مکمل کرنے کے لیے جدوجہد کریں۔ نیا سال آتے وقت
عزم بنائیں۔ ایک با مقصد زندگی گزارنے کی کوشش کریں۔
اور یہ عزم کریں کہ ہم اس نئے سال کو علم و عمل، اخلاق اور
خدمت خلق کے جذبے میں گزاریں گے اور ایک نئی زندگی کا

adab.miyarweekly@gmail.com

شامل کرنا۔

نیساں ہمیں یاد دلاتا ہے کہ ہمیں وقت کی نذر کرنا چاہیے۔ کیونکہ جو وقت گزر گیا ہے کبھی واپس آنے والا نہیں ہے۔ اگر ہم وقت کی قدر کریں گے، یاہاں کو اپنے فائدے کے لیے استعمال کریں گے، تو وہی وقت آگے چل کے ہمارے لیے بہت ہی مفہیم تباہت ہو گا۔ ورنہ یہاں ہی اگر وقت کو ہم ایسے کی زار نہ کئے جائیں گے، وہ وقت کو خانع کرتے گئے کبھی نہ کبھی وقت ہمیں ضائع کر دے گا۔ اسی لئے ہر جسم کو ایک سمجھو اور اس کی قدر کرو۔ جیسے علامہ اقبال لکھتے ہیں۔

یہ جگہ بھی دیکھا ہے تاریخ کی نظر وہ نے
لحوں نے خطاکی تھی صدیوں نے سزا پائی

لہذا نئے سال کے شروع میں وقت کی قدر انی
یہ ہمارا اول عزم اور پہنچتے ارادہ ہو تا چاہیے۔ کیونکہ عزم وہ قوت
ہے جو انسان کو گرنے کے بعد بھی ایک بار دوبارہ اٹھنے کی بہت
یقینی ہے۔ ایک بار دوبارہ کھڑے ہونے کا موقع دیتی ہے۔ اور
ماں میں اپا لوگ بھی وہی ہوتے ہیں جو تحکم کر بھی نہیں رکتے بلکہ
چلتے رہتے ہیں۔ اگر تم اپنے اندر پہنچتے ارادہ لے کر کھڑے
ہو گئے تو دیکی کوئی بھی طاقت ہمیں اپنے مقصد تک پہنچنے سے
نہیں روک سکتی چاہے ہمارے سامنے ایک بڑی چنان یا ایک
بڑا پارک ہو تو ہمیں اپنے مقصد تک پہنچنے سے کوئی بھی
یک پختہ عزم ہو تو ہمیں اپنے مقصد تک پہنچنے سے ہمیں روک سکتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ (ارادہ
نام کی کامیابی کی تجویز ہے)

نیساں ہمیں ایک موقع دیتا ہے۔ کہ ہم اپنی
مزدوریوں کو دور کر کے ایک مختبض ارادے کے ساتھ اپنے
شققیں کو سچائیں اور سخواریں۔ کیوں کہ وہ کہتے ہیں نا
گیا وقت پھر اتحاد ہاتھیں مر ایسین پھر گھاس کھاتا
ہے۔

ای لیے ہمیں وقت کی تدریگ رکنا چاہیے۔
بیوں کہ ایک بار یہ وقت ہمارے باختہ سے نکل گیا تو کبھی بھی
اپس آنے والا نہیں ہے اور اسکے رجڑانے کے بعد اس پر
فروس یا مالل اٹھار کرنے سے کوئی بھی فائدہ نہیں ہے۔
گلگزی کی ایک جادو ہے ”

(Time and tide wait for none) یعنی وقت اور لہر کبھی بھی کسی کا انتظار نہیں رہتے۔ اسی لیے ہم کو چاہیے کہ وقت کی قدر کریں۔ اور اسے پہنچانے والے فائدے یا بینک کامیابی کے لیے استعمال کریں۔ ایسے ہی شناخت کرتے رہیں گے تو کبھی بھی وقت ہی ہم کو خلاص کرے گا۔ اسی لیے یہ بتا ہو سکے اتنا وقت کی قدر کریں۔ یا اسے پہنچانے والے کے لیے استعمال کریں۔ اور اس سے سال میں ایک

مقتنيات

التوار، جولانی، 06/2025

نیا سال نیا عزم

جمل خان: دارالحمدی پنگنور

زندگی ایک مسلسل سفر کے مانند ہے۔ جہاں ہر یادوں ایک یاد موقوع لے کر آتا ہے۔ اور رہنی سال ایک نئی امید اور نئے عزائم کا بیام بن کر اپھر تا ہے۔ وقت کی مانند زندگی بھی بیویٹھ چلتی رہتی ہے۔ اور اس میں کامیاب صرف وہی شخص ہوتی رہتے ہے جو اس بھائیو کو سمجھ کر خود کا ایک راستہ بناتے اور کر خود کو بہتر بناتے میں مصروف رہے۔ (یادداں غیر عزم) یہ صرف ایک غروری پار دو کا ایک محوارہ نہیں بلکہ یہ ایک اسی حقیقت ہے۔ جو ہر انسان کو پہنچ دات کا محاسبہ کرنے، ماشی سے سبق کیجئے، اور مستقبل کے لیے پیش ارادہ پاندھے کی دعوت دیتا ہے۔

ہم سب کی زندگی میں وقت کا ایک ایسا لمحہ آتا ہے جب ہمیں رک کر سچا پڑتا ہے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں، اور ہم کہاں جاناچاہیتے ہیں۔ دارالاہدیہ مکانوں کی خضاب اُٹھنے والی یہ پکار دلوں کو ٹھکنہ نہیں دیں۔ "یا انہا الذين آمنوا انقووا الله، ولنلظن نفس ما قدّمت لغد" اے ایمان و الوال اللہ سے ڈرو اور ہر نفس دیکھ کے اس نے کل کے لیے کیا تیار کیا ہے۔ یہ آئیت ہم سب کے لیے ایک عظیم پیغام ہے کہ ہماری دنیا وی زندگی ایک اختیان ہے، ایک غرفرے ہے، جس کا انجام ابھی زندگی ہے۔ ہم سب اللہ کی طرف سے آئے ہیں اور اسی کی طرف واپس

نئے عزم کی شروعات تجھی ممکن ہیں جب
انسان اپنے ما پسی کا محابہ کرے، سوچ کے گزرے سال میں
میں نے کیا کیا، لیکہ کوئی کیا پلیا، اور کون کی ایسی بھول ہو گئی جو
اصل میں نہیں ہوتی تھی، کوئی اسی غلطی ہو گئی جو اصل میں
مجھ سے نہیں ہوتی تھی۔ اس طرح محابہ کرنے سے یہ ہمیں نہ
صرف انسانہ بہوتے والی غلطیوں سے بچائے گا، بلکہ مئے سال
میں ایک بچتہ عزم باندھتے میں بھی مدد کرے گا۔ اور مستقبل کو
اجھے سے سچائے اور سخواری میں بھی مدد کرے گا۔ اسی لیے
ہر بیان میں ہمیں اپنے ما پسی کا محابہ کرنے کے ساتھ۔
سامساح اپنے مستقبل کے عروج پر کوئی بچتہ اور مضمون کرنا چاہیے۔
..... کے اعلیٰ کے وہ کنے نہ صرف طا

جس کے با赫ر میں وقت کی دولت ہے، انہیں چاہیئے کہ وہ اسے
خانہ نہ کریں۔ وہ تقویٰ کو اپنائیں، نکیوں میں سبقت رکیں، اور ہر
لحہ یہ سوچیں کہ کیا میں اللہ سے مالقات کے لیے یہاں ہوں؟
کیونکہ جو شخص تقویٰ کی راہ پر چلتا ہے، وہی اصل میں کامیاب
ہے۔ نکیوں کی راہیں اللہ نے ہمارے لیے واضح کر دیں: نماز
پڑھنا، روزے رکھنا، صدقہ دینا، حج ادا کرنا، نکیوں کی مدد کرنا،
بڑوں کا ادب کرنا، گناہوں پر شفقت کرنا۔ ان تمام اعمال کو اپنا کر
ہم آخترت کے لیے زاوراہ حج کر سکتے ہیں۔ ہمیں دنیا کی وقیٰ ترقی
کو بخوبی مزبور نہ پانچاہیے۔ جس شخص کے دل میں آخترت کی فکر
ہے، وہی حقیقت میں عقلمند ہے۔ وہ دنیا کو حج کرنے والا، مال و
دولت کے پیچے بھاگنے والا، اگر اللہ اور رسول کے احکامات کو
فرماؤش کر دے، تو وہ اصل میں خسارے میں ہے۔ اللہ آج سے
عبد کریں کہ ہم اپنی زندگی کو اللہ کے احکامات کے مطابق گزاریں
گے، مگنیوں سے بچیں گے، نکیوں کی طرف بڑھیں گے، اور
اپنے کل آخترت کو بہتر بنانے کی کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ
ہم سب کو تقویٰ کی زندگی گزارنے کی توفیقی عطا فرمائے۔ آمین۔

معارف القرآن اپنی کتاب ہے کہ تمام
انہیاء کی شریعتیں اس بات پر متفق ہیں کہ ان چار مبینوں میں
باجذت اور نفلی روزے کا ثواب زیادہ ہوتا ہے، اور اگر کوئی
عمل سوءے میں مبتلا ہو تو اس کو عذاب بھی اتنا ہی دردناک ہوتا
ہے۔

باجملہ: حرم الحرام کی ضمیلت و عظمت اس لیے ہے کیونکہ اللہ رب العزت نے ارش و سماں کو ان ہی نوں پیدا کیا ہے اور جانش و سورج کو بھی ان ہی دنوں میں پیدا کیا ہے۔ حرم الحرام آنائش کے دن اور امتحان میں کامیابی کا دادن ہے جتن کو بطل سے جیت کا، بلوغ و فلم رکھنے کا، حضرت آدم علیہ السلام اور نبی ہیحاکر زمین میں اترنے کا، نوح علیہ السلام کی شنی جو جودی پر پھرنا پر خیر نے کا، حضرت آدم علیہ السلام کے قبہ نبول ہونے کا، ابراہیم علیہ السلام کی قیامت اور نمرود کے ہار کا، رعنون کے ڈوبنے کا، حضرت یوسف علیہ السلام کو چھل کے بیٹتے سے نکلنے کا، حضرت یوسف علیہ السلام کے جبل سے رہا ہونے کا، اور عیسیٰ علیہ السلام کو آسان میں اٹھانے کا دادن ہے۔ لگا کہ یہ سب واقعات حرم الحرام میں ہی پیش آئیں ہیں۔



وئے قریب ایک صدی ملک ہو چکی ہے، تو اس کی تاریخ میں
قی ایسے اہم شخصیات کا نام کنگزیر ہے جنہوں نے اس مشن
پر بیان رکھی اور اسے پروان چڑھایا۔ ان میں وکلا پوکائے
نگل، پانکلہ احمد کوئی مسیلار، عبد الباری مسیلار، صدیق اللہ
مسیلار اور دیگر بڑے علام شامل ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ
ساداں، اولیا، صوفی اور تمیٰ حضرات نے بھی مستانت کی
سر بریتی اور خدمت کی۔

آخر میں ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ
ہاں عظیم تنظیم کو تاقیمت باقی رکھے، اور اسے دین اسلام
اس طبقہ کے لئے قبوا فرمائے۔ آمين۔

商務印書館

منتقد

علیٰ کے لائے آف کے وہ نواسے ہیں
نئی دنوں سے جو کرب و بلام ٹھرے ہیں

جمع کے روز وہ نور جمال جو آئے
جتن کو روک کے منہر سے آف اترے ہیں

فنا ہے نوح گرہر سو سکوت طاری ہے
مرے حسین کی چہ بے زخم گم ہے ہیں

باقی دین کے خاطر جو جان دے پڑتے
نی کے پیارے وہ نورِ نظر کے چہرے میں
جنہیں فضیلت سبط نی نہ آئی سمجھ
مردہ دل ہے وہ اندر یہے میں اور بہرے میں
غمگر رضا: چکار

تبریز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول علی اللہ علیہ وسلم فرماتا ہیں رمضان کے روزے کے بعد اللہ کے نزدیک ماہ رمضان کے روزے کی بہت فضیلت ہے اور مگر روایت میں آتا ہے کہ رسول علی اللہ علیہ وسلم خود عطاوارہ کار و زور کھارتے تھے اور اس دن روزہ رکھتے کبھی

م دیا رکے ھے۔ وعن این عبادس رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسام يوم عاشوراء وامر بصيامه ”ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم عاشورہ کے دن کا دو دفعہ رکھتے تھے اور اس کا محیم دیا کرتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضي الله عنه اور
یک روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم
جب مدینے تشریف لائے اور یہودیوں کو عاشروہ کاروزہ
رکھتے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج کیا ہے ؟
نہیوں نے جواب دیا ہمارے لیے خوش کاردن ہے۔ اس دن
اللہ رب الحضرت نے بنی اسرائیل قوم کو فرعون سے نجات
دلائی تھی، اس لیے یہم اس دن روز رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے بھی روزہ رکھا اور مسلمانوں کو روزہ رکھنے کا
حکم دیا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ "ام
تم سے زیادہ حقوق رہیں" ۱

دینی تعلیم کے فروع میں مستانہ متعدد مدارس، کالج اور جامعات قائم کیئیں۔ جن میں جامعہ نوریہ، اسلامیہ الحدیث اسلامک یونیورسٹی، اور مرکز تربیتہ الاسلامیہ جیسے دو اعلیٰ شعبہ تعلیمی ادارے شامل ہیں جہاں ہر سال سینکڑوں طلبہ فارغ ہو کر میں تینی خدمات انجام دیتے ہیں۔ صرف اسلامی یونیورسٹی میں ۱۱ جزاں طلبہ زیر تعلیم ہیں۔

سمستا نے ہمیشہ اپنی دینی، تعلیٰ اور اصلاحی سرگرمیوں کو سیاست سے دور رکھا تاہم عوامی جماعت کی بنا پر سے مسلم لیگ جیسی جماعتیں کی تائید کی تھیں جبکہ حاصل رہی۔ اسی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ سمستا کے قائدین خود مقتنی، پھر ہیزگار، اور دین کی دعوت کے سچے داعی تھے جن کی عملی اور اسلامی کوئی تباہی نہ کیا۔

مختصر کتاب قرآن

بهم کردار رہا ہے، خصوصاً پانکڑ علی کر شہاب تنگ، عمر علی شہاب تنگ، اور صادق علی شہاب تنگ نے اپنی صدارت کے دوران جمیعت کو خواہ میں مقبول بنانے میں برا کردار ادا کیا۔ ان کی دینداری اور عوایدِ وابستگی نے تنظیم کو کیلا کے خواہی دلوں میں بخدا یاد۔

ج جب سمستا کیر الاجمیعیت العلماء کو قائم

محرم کی فضیلت قرآن اور حدیث کی روشنی میں

شمس قمر: دارالحمدی سنگور

مشقہ: دارالحمدیہ گلور

فضیلت دیا کہ حرم الحرام کو حرمت والے ممینوں کے ذمہ میں شامل فرمایا۔ حرمت والے ممینے چار ہیں۔ ان میں تین متعلق ہیں ذو القعده ذوالہجہ حرم الحرام اور ایک رجب۔ عرب کے لوگ زمانہ جامیلیت میں بھی ان ممینوں کی تعظیم کیا کرتے تھے۔ اور ان میں قاتل حرام جانتے تھے، اسلام آنے کے بعد ان ممینوں کی حرمت و عظمت اور زیادہ پڑھ گئی۔ قرآن میں فرمائے ہے: "منہ اردعہ حرم" (سورہ توبہ ۳۶ آیت) یعنی کہ ان میں سے چار حرمت والے ممینے ہیں۔

محرم الحرام کامہ بہت سے داقتات
مختنان، آزمائش اور فناکل پر مشتمل ہے۔ محرم الحرام
کوئی اور درسویں دن کو روزہ رکھنا منون ہے۔ جسے تاسعا
رعاشورہ کا روزہ کہتے ہیں۔ جس کی فضیلت حدیث شریف
کے ثابت ہے۔ ”وَعِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْضَلُ
صَبَابٍ بَعْدِ رَمَضَانَ شَهْرُ اللَّهِ الْمَحْرُمُ“ (رواه مسلم)

سمستاکا مفترض تعارف

نصر الدین: نیپال

لوم حاصل کر رہے ہیں۔

- یہ سمتا کی سب سے بڑی اور نمایاں مدت ہے کہ اس نے کیر لاکے ہر علاقت، ہر عمر کے افراد کو یہ سوچنے کی تکمیل نہیں کیا۔ اسی مقصود کے لیے مختلف بیوقوفات کے لیے مختلف تضییبات وجود میں آئیں:
- (1) **اعلیٰ عین:** مکاتب کے اسٹانڈہ کی تضمیم
- (2) **اسنی یو جناح عین:** نوجوانوں کے لیے
- (3) **اسنی اسناؤ منس فیڈریشن (SSF):** طلبہ کے لیے
- (4) **کوئی ایکسپریس ایمیجس ایشون:** طلباء میں کے لیے



(5) سنی محل فیدریشن: مساجد کی کمیٹیوں کے لیے

ان تمام ذمیٰ اداروں کے ذریعے سستا نے
وام کو دینی خدمات کا مجموعہ یاد رہ طبیعے میں اسلامی شور کو
ام کیلئے پیغام بھیجا کہ جیسا کہ عالم نے دین کو
خوبی سے لینا شروع کیا، دینداری، عبادات، اور اسلامی
مناسنگ ان کی زندگی کا حصہ بنی۔

جیہد علماء کرام کی انجمن ہے جو اہل سنت و اجتماعت کے عقائد
کے پیغمبر اور اسرارِ عقائد، شفافی، حنفی، مالکی
اور حلبلی فقیہ مسالک کے محافظ ہیں۔ اس تنظیم کا قیام ایک
ایسے وقت میں عمل میں آیا جب کیرالا میں غیر مغلبیت،
اہل حدیث، اور وابی نظریات یزیدی سے پھیل رہے تھے، اور
اہل سنت و اجماعت کے عقائد خطرے میں تھے۔ ایسے نازک
وقت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی حفاظت کے لیے ورکل ملا
کو یتسلک ہیے جو صاحب عالم اور پانگہ احمد کوئی سیلار جیسے مجاہدین
کو کوڑا کیا جنہوں نے 1926ء میں "مسماۃ کیرالا الجمیعت

ابتداء میں اس تنظیم کا بنیادی مقصد باطل عقائد کے اثرات سے عوام کو بچانا، اور شریعت مطہرہ کی روشنی میں اسلامی عقائد و افکار کی حفاظت کرنا تھا سستا کے پہلے صدر کا نام اگرچہ مکمل طور پر محفوظ نہیں، لیکن اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ابتدی تقریباً تین سالوں میں ان حضرات نے صحیح عقیدے کے تحفظ کے لیے شب و روز مخت کی، عوام میں دینی بیماری پیدا کی، اور امت کو ایک روشن اسلامی تاختہ فراہم کی۔

قیام پاکستان کے بعد، 1951ء میں سستا نے ایک اہم قدم اٹھاتے ہوئے، ”ایجوکیشن بورڈ“ کے نام سے ایک ذیلی ادارہ تھا جس کا مقصد بر الارکھ کے لڑکوں اور لڑکوں کو مظہر انداز میں بنیادی دینی تعلیم فراہم کرنا تھا۔ آج الحمد للہ، اس تعلیمی بورڈ کے تحت 11 ہزار سے زائد مکاتب کامیاب سے جعل رہے ہیں جن میں 12 لاکھ سے زیادہ طلباء و طالبات قائم آرے، نماز، تلقائی، اخلاقیات، ادب و ادبیات،

محرم الحرام کا پہلا عشرہ ان تینوں مبارک مہینوں کو عزت و احترام کرنا چاہیے۔ ”عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال: سالت النبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیر؟ و ای اشتر افضل؟ فقال: خير الیل جونہ و افضل الشتر شہر الذی تذمرونہ الحرم“ یعنی کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ رات کا کوئی ساحصہ بہتر ہے اور کون سامنہ افضل ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اگلے سال زندہ رہا تو ضرور تویں محروم کا روزہ رہوں گا۔

جو شخص عاشوراء کو تحمل کر کے دور کرعت نفل نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد سورۃ کے بعد سورۃ خالصہ دس بار پڑھے اور سلام کے بعد ایک مرتبہ آیہ الکری اور نور مرتبہ درود ایک مرتبہ تو اس کی عزمیں خیر و برکت کی زندگی میں فلاح و کامیاب حاصل ہو گا۔ اور عاشورہ کو روز جو شخص 70 مرتبہ ”بھی اللہ نعم الوکیل“ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیگا اور اس کا نام علماء کبار میں تحریر فرمائے گا۔ اور جو شخص عاشوراء کے دلن نفل نمازیں کثرت سے پڑھا گویا کہ جنت میں اس کے لئے فور کے ہزار حکیم تیر کر کے جائے گے۔ ”عن عائیہ رضی اللہ عنہ عہدات: کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بصیام یوم عاشوراء فما فرض رمضان کان من شام صام و من شافعہ طریق“ یعنی کہ حضرت عائیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم عاشوراء کا روزہ رکھنے کا حکم دیا تھا جو رضمان کے روزے فرض کر دے گئے (اختبار دیگا) جو چاہے روزہ رکھنے کے اور چاہے نہ رکھنے۔ اس مبارک میں ہم لوگوں کو چند کاموں کی طرف رجوع کرتا ہے کہ یوم عاشوراء کارکارہ رکھنا کھراں اور اپنے خرچ تو سع کرنا فتنہ کا اہتمام اور نفلی عبادات بکثرت کرنا تابوں سے بچنے کی کوشش کرنا اور سنت نبوی کا انتظام کرنا۔

ذوب کر ہلاک ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسی علیہ السلام کے نسبت سے ہم سب سے زیادہ حق دار ہم ہوئے اس وجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ توہ و دن ہے لگ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھنے کا حکم دیا تو لوگوں نے عرض کیا کہ یار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ توہ و دن ہے جس کی تقطیب یہود و نصارا کرتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اگلے سال زندہ رہا تو ضرور تویں محروم کا روزہ رہوں گا۔

نفل نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد سورۃ کے بعد سورۃ خالصہ دس بار پڑھے اور سلام کے بعد ایک مرتبہ آیہ الکری اور نور مرتبہ درود ایک مرتبہ تو اس کی عزمیں خیر و برکت کی زندگی میں فلاح و کامیاب حاصل ہو گا۔ اور عاشورہ کو روز جو شخص 70 مرتبہ ”بھی اللہ نعم الوکیل“ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیگا اور اس کا حامل ہے کہ اس دن تاریخ کے بہت سے عظیم و اعاتق پیش آیں ہیں۔ حضرت مولی علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے عاشورہ کی شب (9) محروم الحرام کا دن گزر کر آنے والی شب (کو عبادات کی تو اللہ تعالیٰ رتوں اور نعمتوں کی زندگی۔ بڑی علمات اکشفت جگ ممنوع ہے اسی حرمت کی وجہ سے حرم کمیت پیش آیں اس میں بھی رکھا جاتا ہے اس سے عاشورہ کا جاتا ہے۔ دنیا کی تاریخ میں اتنی عظمت و برکت والادن ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی قدر توں اور نعمتوں کی زندگی۔ بڑی علمات اکشفت ہوئے اسی دن عرش و کرسی لوح قلم آسمان و زمین چاند و سورج ستارے اور جنت بنائے گئے۔ اور اسی دن حضرت یوسف عليه السلام کو کتوی سے نکالے گئے اور اسی دن حضرت یعقوب عليه السلام کے اپنے بیٹے حضرت یوسف عليه السلام سے ملاقات ہوئی اور اسی دن حضرت سلیمان عليه السلام کو جن و انس پر کوکوت عطا ہوئی اور اسی دن حضرت موسی عليه السلام کو فرعون سے مجاہدی اور فرعون اپنے لکھر سمیت دریائے نیل میں غرق ہو گیا اور اسی دن حضرت اوریس عليه السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لئے گئے تھے اور یہی وہ دن ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیارے نواسہ حضرت امام

فضیلت یوم عاشوراء

تصیف رضا یونگور

محرم الحرام ہجری سال کا سب سے پہلا

مہینہ ہے جو ہجری سال کو مسلمان کے خلیفہ ہائی عمر القداد رضی اللہ عنہ کے دور میں بنایا گیا تھا اس ماہ کی بہت رصورو پوچنے کا محکم دینا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرضان کے بعد سب سے افضل نماز تجدید ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن روزہ رکھنے کو سنت اور مستحب قرار دیتے ہیں۔

حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص عاشوراء کا روزہ رکھتا ہے اسی دن روزہ رکھنے کے بعد ایک مسجد قرار دیتے ہیں۔

حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص عاشوراء کا روزہ رکھتا ہے اسی دن روزہ رکھنے کے بعد ایک مسجد قرار دیتے ہیں۔

جگ منوع ہے اسی حرمت کی وجہ سے حرم کمیت پیش آیں اس میں بھی رکھا جاتا ہے اس سے عاشورہ کا جاتا ہے۔ دنیا کی تاریخ میں اتنی عظمت و برکت والادن ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی قدر توں اور نعمتوں کی زندگی۔ بڑی علمات اکشفت اعظم و تغیر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص شب عاشوراء میں رات بھر جاکے کو عبادات میں مصروف رہا اور صبح کو روزہ رکھتا اس کو اس طرح حموت آنگی کے اسے مرنے کا احساں سکتے ہو گا۔ ہم لوگوں کو تویں اور دسویں محروم کے دن روزہ رکھنے کا نصارا لوگ روزہ رکھنے کے تھے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے دریافت کی کہ آپ لوگ روزہ کیوں رکھیں ہیں تو ان لوگوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ظالم بادشاہ فرعون کے قوم سے آج کے دن ہی نجات دلائی اور لکھر فرعون پانی میں

اہل بیت کی فضیلت اور قربانی

صحابہ کرام میں کثرت سے بیان ہوئے ہیں۔ احادیث و سیرت کی کتابوں میں ان کے فضائل و مناقب کے ایوں قائم کیے گئے ہیں۔

”سید“ کے مصدق وہ لوگ ہیں جو حضرت علی، حضرت جعفر، حضرت عباس اور حضرت عقیل اور حضرت حارث رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اولاد میں سے ہیں، ان سب پر صدقہ حرام ہے۔ اور اہل بیت سے مراد اذویج مطہرات اور کرم اللہ علی اور حضرت صحن و سینی کی شامیں، حییے ”صحیح مسلم“ کی حیثیت حضرت عائیشہ کی روایت سے ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) گھر سے باہر تشریف لے گئے اور اس وقت آپ ایک سیاہ راوی چادر اور ٹھیسے ہوئے تھے، حسن بن علی آگئے تو ان کو اس چادر میں لے لیا، پھر صین آگئے ان کو بھی اسی چادر کے اندر دا خل فرا لیا، اس کے بعد حضرت فاطمہ پھر حضرت علی مر تفصی آگئے، ان کو بھی چادر میں داخل فرمایا، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی (آیت) ”انما يربى الله ليذهب عنکم الرجس اهل

”یعنی“ اسی بہتر تفسیر نے اہل بیت سے مراد صرف اذویج مطہرات کو قرار دیا ہے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں فرمایا کہ اسی تاریخ نے اپنے نبیوں کو اس زمانے کے اعلیٰ خاندانوں میں پیدا فرمایا تاکہ انبیاء دین کی کاموں میں کچھ رکاوٹ کی طرح کی تکلیف محسوس نہ ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو بھی عرب کے سب سے اعلیٰ قبیلہ، قبیلہ قریش میں پیدا فرمایا اور اس قبیلے میں بھی سب سے اعلیٰ خاندان جو جسی دینی طور پر ہر طرح اسی میں اعلیٰ مانا جاتا تھا۔ بخوبی شامیں پیدا کیا۔

اہل بیت کے فضائل احادیث و آثار اقبال

بیت و بسطہ کم تطہیریا“ اور بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ آیت پڑھنے کے بعد فرمایا: ”اللهم هؤلاء اهل بیتی۔“ (رواہ ابن حیر)

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لہذا چھتی میں حضرت قاطمہ الزہرا در رضی اللہ عنہ سے کہتے ہیں:

میری پیاری بیٹی! جس سے میں محبت کرتا ہوں کیا تم اس سے محبت نہیں رکھتی؟ حضرت قاطمہ رضی اللہ عنہ نہیں عرض کیا کہ کیوں نہیں؟ (میں پوری طرح محبت رکھتی ہوں) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بھی حضرت عائیشہ رضی اللہ عنہ سے محبت رکھا کرو۔ (جنواری و مسلم) (جاری۔۔۔۔۔)



سید علوی مولی الدویلہ: منبر متنگل

روایت ہے کہ آپ نے "بوانی بچک" لی۔ برطانوی فوج حیان تھی کہ جگہ گونظر نہیں آتے مگر ان کی فوجیں کٹھی باری ہیں۔ جب آخر کار انہوں نے میر نظر رکھنے والے سے دیکھا تو آپ کی موجودگی اور سرگرمی کا علم ہوا۔ انہوں نے آپ پر گولی چلانی جس سے آپ شدید زخم ہوئے اسی رخجم کی تاب نہ لاتے ہوئے آپ کا دصال ہوا۔

اتاللہ و انا یا راجحون

وراثت اور یادگار خدمات

آپ کی زندگی کا ہر لمحہ علم، عبادت، خدمت، قیادت اور تربیتی سے لبریز تھا۔ آپ نے مالا بار میں دینِ اسلام کی جزیں مضبوط کیں۔ آپ کے روحانی فیض سے آج بھی لاکھوں دنوں ہیں۔

آپ کی اولاد و خلفاء نے بھی آپ کی روشنی کو آگے بڑھایا۔ آپ کے مزار پر آج بھی لوگ حاضر ہو کر روحانی سکون پاتتے ہیں۔

مردگی میں وصیت کی تھی کہ اپنی بیٹی فاطمہ کا نکاح آپ سے کیا جائے۔ پچھے دنوں بعد ان کے جسم سے خوشبو آنے لگی۔ جب ان کے بیٹے یہ فضل کی ولادت ہوئی تو ان کے جسم سے بھی وہی خوشبو محسوس کی گئی، جس پر انہیں "پھوکویا" لیتی "پھول جیسے خوشبو درا" کا قلب ملا۔

ذوقِ شخصی کا چکاو

کچھ لوگ سمندر میں سفر کر رہے تھے کہ طوفان آیا۔ کشی ڈوبنے کو تھی۔ ان میں سے ایک شخص نے سید علوی رحمۃ اللہ علیہ کے ویسے سے دعا کی۔ اسی وقت ایک شیخ ہاتھ خود اڑا کر کشی کو ساحل تک پہنچا دیا۔ یہ واقعہ آپ کے روحانی تصرفات کا ایک اور زندہ ثبوت ہے۔



مکہ سے کر بلا تک

محمد ذیشان: دہلی

یزید نے تخت سنبھلتے ہی حکم جاری کیا کہ عبد اللہ زیر عبد اللہ بن عمر عبد الرحمن بن ابو بکر اور حسین بن علی سے بیت لے لی جائے۔ اور خدا نخواستہ و انکار کے تو ان کا سر قلم کروادیا جائے۔ یہ حکم سنتے ہی عامل مدینہ ولید نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو دارالامن میں بالایا اور ناپاک حکم پڑھ کر سنایا۔ یزید کا حکم سنتے ہی باشی خون جوش میں آگیا۔ وہ نواسہ رسول کس طرح برداشت کرتے کہ کوئی انہیں تناکے دین کو خلافت و حکومت کا نام دے کر اس کے سرحدوں کو پار کریں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے کشید جگہ قاطل رضی اللہ عنہ کے نور نظر یزید کی عین کے لخت جگہ قاطل رضی اللہ عنہ کے نور نظر یزید کی بیت سے انکار کر دیے۔ اور فرمایا کہ ایک حق پرست مسلمان کے لیے ایک بالطل پرست کی بیعت اسلامیہ بڑوں پر کلمازوی مارنے کے مترادف ہے۔ تھی فرمان مصطفیٰ یاد آیا کہ لا طاعۃ فی مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ لیکن ایک فاسق و فاجر حکمران کی اطاعت نہ کرو! ادھر جب یزید کو معلوم ہوا کہ حسین رضی اللہ عنہ بیت کرنے سے انکار کر دیے ہیں، تو اس کی آتش غصہ بھرا گئی۔ وہ تدبیر پر تدبیر سوچنے لگا کہ کیسے حسین رضی اللہ عنہ سے بیت لے جائے۔ ادھر کو فوادے یزید کے فتن فور اور عیش و عترت کی زندگی کا حکم۔ آگر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو خطوط خط موصول کرنے لگے کہ "ہم کو فوادے اہل بیت امیر کے سے اور کپکے عاشق ہیں۔ ہم وہیں جس نے آپ کے والد شیر خدا علی رضا رضی اللہ عنہ کے ساتھ جگ صین میں معادیہ رضی اللہ عنہ خلاف لڑے تھے۔ اب یہی ہم پر حاکم ہو گیا ہے اور ہم اس کے فتن و غور کی وجہ سے اسے غیظہ مانتے ہو تھیں ہیں۔ اس لیے آپ سے عرض ہے کہ تشریف لائیں۔ یہاں ایک لاکھ مسلمان آپ کے مقدس پاچوں پر بیت کرنے کے لیے تیار کھڑے ہیں۔ (باقی صفحہ 5)

قتل کاراز اور ناریل کا درخت

دو فرادرے کے درمیان دشمنی تھی۔ ایک کا بیٹا دوسرے کے باغ میں ناریل توڑنے لگا اور ناریل گرنے سے جاں بحق ہو گیا۔ والدہ نے قتل کا الزام لگایا جب سید علوی رحمۃ اللہ علیہ کو معاملہ کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا: "قتل کا قتل ہو! یہ جملہ تین مرتبہ دہرانے پر وہ ناریل کا درخت خود کو تو زمیں بوس ہو گیا۔ یوس سب پر دفعہ ہو گیا کہ حادث درخت کے ناریل سے پیش آیا تھا، کسی انسان کی سازش نہیں تھی۔

میں موجود تھے۔ لیکن آپ نے نیت باندھتے ہی جماعت چھوڑ دی اور الگ تھیں میں نماز ادا کی۔ بعد میں دیافت پر بتایا کہ قاضی صاحب کے ذہن میں خطبہ کے دروان دیا وی خیال آرہا تھا۔ وہ ایک گائے والے کی بیماری میں مبتلا ہوئی کے متعلق سوچ رہے تھے۔ آپ کی فراست اور باطنی علم سے لوگ ششدرہ رہ کے اور قاضی صاحب خود آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر معاف مانگی۔ یہ واقعہ علاقے میں آپ کے روحانی مقام کی دلیل بن گیا۔

مردہ یہوی کو زندہ کرنا

ایک موقع پر جب آپ مبمرم میں تھے، آپ کو خبر ملی کہ آپ کی اہلیہ بیاریں، مگر مصروفیت کے باعث آپ نہ جا سکے۔ چند دن بعد ایک اور پیغام آیا کہ اہلیہ کا انتقال ہو چکا ہے۔ جب آپ وہاں پہنچنے تو لوگوں نے ملامت کی کہ زندہ حالت میں تو آپ نہیں آئے، اب کیا فائدہ؟ آپ نے اہلیہ کے سربراہ کھڑے ہو کر فرمایا: "تم ابھی مری نہیں ہو، ابھی تمہارے ذمے کچھ کام باقی ہیں، اہل اللہ کے حکم سے۔" اسی لمحے وہ غاؤن زندہ ہو گئی۔ یہ کرامت دیکھ کر پورے علاقے میں آپ کی ولایت کا پرجا پھیل گیا۔

ہوائی جگہ اور شہادت

زندگی میں وصیت کی تھی کہ اپنی بیٹی فاطمہ کا نکاح آپ سے کیا جائے۔

کامل کش میں قیام کے دروان آپ نے دین اسلام کے اصولوں کی روشنی پھیلائی اور روحانی رہنمائی کی۔ اس علاقے کے لوگوں کو آپ کی شخصیت میں اخلاص، علم، درویش اور قیادت کی جگہ نظر آئی۔

روحانی و اتعافات اور اثرات

جمعہ کا داقہ

ایک روز جمہ کے دن قاضی صاحب نماز پڑھا رہے تھے۔ سید علوی رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کے پیچھے صاف

تاثیر فیض گیا: پنگرو

سید علوی مبمری رحمۃ اللہ علیہ۔ ایک درویش، ایک رہنماء، ایک انتقامی:

تعارف

تاریخ اسلام کے دامن میں ایسی رہنمیاں بھی

بھگا رہی ہیں جنہوں نے نہ صرف روحانی فضائل کو معطر کیا بلکہ سماجی، دینی، تعلیمی اور سیاسی شعور بیدار کر کے اقوام کی تقدیر بدی۔

سید علوی مبمری رحمۃ اللہ علیہ کا نام انہی رونش چہرہ بزرگوں میں شامل ہے جنہوں نے حضرموت سے کلک کر ہندوستان کے جنوبی ساحلوں کو اپنی روحانی عظمت سے منور کر دیا۔

آپ نہ صرف ایک صوفی بزرگ تھے بلکہ داعی اسلام، مصنف، شاعر، قائد اور مجاہد بھی تھے۔ آپ کی خدمات اور کرامات آج بھی مالا بار، کیرالا اور مبمرم کی فضائل گوئی میں۔

نہ اور پیدا رائش

سید علوی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق اہل بیت کے مقدس خاندان سے تھا۔ آپ کی جائے ولادت مکن کے مشہور علاقے حضرموت میں ہوئی، جو اپنی روحانیت اور صوفی روایات کی وجہ سے دنیا بھر میں معروف ہے۔ آپ کو قطب الزمان، سلطان العارفین، اور بہان الحافظین جیسے القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔

ابتداء ہی سے آپ کی شخصیت میں روحانیت اور عبادت اور جماعت اس کے ساتھ میں تھے۔ آپ بچپن سے ہی ذکر ہی علم اور عبادت گزار تھے۔

تعلیم و تربیت

آپ کے والد محمد بن سہل کا انتقال آپ کے بچپن میں ہی ہو گیا تھا۔ اس کے بعد آپ کی بیوی دیروز آپ کی خالہ سیدہ حامدہ نے نہیں بھجت، علم اور تربیت کے ساتھ کی۔ آپ نے اپنے ابھی علاقے ترین میں بیوی اور علیم حاصل کی۔ کم عمری میں قرآن مجید حفظ کیا اور عربی زبان میں فضاحت و بلاوغت کا اعلیٰ درج حاصل کیا۔

آپ کی زندگی کا پیشتر حصہ عبادت، مطالعہ اور غور و فکر میں گزری۔ ہمیشہ ہے کہ نو عمری میں ہی آپ کے اندر دینی اشتاعت کا جذبہ بیدار ہو چکا تھا۔

ہندوستان آمد اور تبلیغ فرش

18 سال کی عمر میں، آپ نے ہندوستان کا قدم کپتا کہ دینِ اسلام کی روشنی پھیلائیں۔ اس مقصد کے لیے آپ نے اپنے خاندان کی قدیم روایات کی بیوی وی کی کہ اہل بیت کے افراد ہیشہ دین کے فرد غمیں آگے رہے ہیں۔

آپ 19 رمضان 1183 ہجری (مطابق 1110 عیسوی) کو حضرموت سے ایک تجارتی کشتی کے ذریعہ روانہ ہوئے اور کامل کش (مالا بار، کیرالا) کے سامن پر پہنچے۔ وہاں آپ کا استقبال شیخ جعفری نے کیا جنہوں نے اپنی

تمہارے ابو سید ہوئے کامن ادا کر گئے ہیں۔ وہ خود بھی شہید ہو گئے ہیں اور تمہارے دونوں بھائیوں کو بھی دین کی راہ میں قربان کر گئے ہیں۔

قافلہ اولاد نے ساری رات ابتدائی بے چینی میں گزاری۔ صبح ہوئی نمازِ فجر سے فارغ ہونے کے بعد قافلہ چلنے ہی والا تھا کہ، تجربہ بھی فوج کے ساتھ سامنے آیا۔ اس نے فوج کو لگ کر چڑھا کر امام حسین کی طرف تا صد بھیجا اور حاضر ہونے کی اجازت پاچی۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اجازت دی۔ پھر تجراحت حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ عرض کیا مجھے امر سعد نے آپ کی گرفتاری کے لیے بھیجا ہے اور میں یا کام رہی گیا تو بھائیوں کو دیکھنا گا اس لیے آپ بیہاں سے چلے جائیں آپ نے پھر انکار کر دیا اور رحمتی دیتا کو پیغمبر دے دیا کہ اہل بیت بھلے شہید ہو جائے لیکن بزرگ نہیں ہو سکتے آپ نے اسکے حق میں دعا کی اور واپس ذکر و اذکار میں مشغول ہو گئے۔

عشاء کی نماز کے بعد حر نے پھر ملاقات کی اور ابن زید کا خط پیش کیا جس میں تھا حسین بن علی کو گرفتار کرتا کہ اس کا مقتول کرنے میں ذرا برابر بھی تسلی نہ کیا جائے۔ خدا پرستی کے بعد آپ نے فریاتو اکابر کیا جائے ہو۔ عرض کی آتائیں خاندانِ اہل بیت کا غلام ہوں۔ آپ بے فکر رہنے میں پھر البتا کرتا ہوں کہ آگے نہ جائیے۔ آپ ایسا کریں کہ ہمارے ساتھ کرتا ہوں کہ آگے نہ جائیے۔ اس مقام پر خیزیز ہو گئے بیہاں پر بکرا سعدی آپ کی خدمت مقام پر خیزیز ہو گئے بیہاں پر بکرا سعدی آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ وہ بھی کوفہ سے آرہے تھے حسین رضی اللہ عنہ نے ان سے بھی کوئی والوں کا حال پوچھا تا اپ نے عرض کیا۔ اور ابن زید کی دیکھاتے جو صرف آپ سے لٹنے کے لیے تیار ہے۔ خدا کا واسطہ دیکھ کر ہوں کہ آپ اس مقام سے ذرا بھی آگے نہ بڑھیں۔ آپ واپس مدینہ پلے جائیں تو میں ایک محفوظ جگہ کا انتظام کرتا ہوں۔ آپ نے انکار کر دیا اور اس کے لیے بھی دعا خیر فرمائی۔ قافلہ آگے بڑھتا گیا بیہاں تک کہ غلبہ دینے کے لیے روانہ کر دیا ہے۔ بھلکی اسکر کے ساتھ قادیہ میں وہ آپ کا منتظر ہے اس لئے آپ کو وہاں جاتا خطرے سے خالی نہیں ہے۔ آپ وہاں گزرنے جائیں۔ کوفہ والوں نے حضرت مسلم اور ان کے دو پیشوں کو بھی شہید کر دیا ہے۔ آپ واپس مدینہ پلے جائیں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے قادیہ میں جانے سے اکو بھی انکار کر دیا۔ حضرت مسلم اور جاہنگیر نے اس کے لیے اپنے چلا گیا اور اسے جان بوجہ کر دیا۔ حضرت شیر کو کسی طرف کل جانے کا موقع ملے۔ بیہاں تک کہ ساری رات چلتے رہے۔ صبح ہوئی امام عالی میں بیہاں تک کہ ساری رات چلتے رہے۔ صبح ہوئی امام عالی مقام نے ایک مقام پر اپنے قدم رکھ دیئے۔ حضرت امام حسین نے گھوڑے کو آگے چلانے کے بہت کوشش کی مگر گھوڑا ایک قدم بھی نہ بڑھ پایا آپ نے اپنے ہمراہوں سے پوچھا۔ حضرت مسلم اور ان کے فرزند کی شہادت کا خیال حسین رضی اللہ عنہ کو برداشت کرنے لگا۔ کہ مسلم بن عقلیں بھی اسی مقام پر برداشت کرنے کے لیے دیکھا جائے گا۔ اور جیسا کہ فرزند کی شہادت کا خیال بھی اسی مقام پر برداشت کرنے کے لیے دیکھا جائے گی۔ اور جو بات حسین علی کی بیویت کے لیے بڑھے کی وہ بات کات دیا جائے گا۔ آج شام تک مسلم بن عقلیں کو میرے حوالے کر دو، وہ کوئی نہیں ہے۔ میں قیامت برپا ہو جائے گی۔ یہ بیان سن کر کوفہ والے کا دل کانپ گیا جو بیزید سے خلاف بغاوت کرنے کو تیرستے ہے اور چاپ چاپ دم دیائے افرائی کریں۔ یہ وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اپنی جان قربان کر دیں

شعر

ہم نے کب کہا ہماری ہے کربلا
حق کی بات تم کرو تو تمہاری ہے کربلا

جس نے نبی کے دل پہ اتاری ہیں آتیں
اس نے ہماری دل پہ اتاری ہے کربلا

آپ کو شہید کر دیں

ادھر نورانی گھرانہ ۲۷ جاٹاروں کے ساتھ

۳۰۲یں الجبہ بھری کو مکے سے کوفہ کے لیے نکلے قافلہ بڑے

بھی صدر و سکون کے ساتھ آگے بڑھتا گیا۔ بیہاں تک کہ قافلہ

مقام صدقہ میں پہنچا۔ خیمہ لایا تمہر کی نماز ادا کی۔ نماز سے فارغ

ہوئے تو فرزق شرارت سے ملاقات ہوئی۔ جو کوفہ سے ہی آرہے

تھے۔ وہ خود محب اہل بیت تھے ان سے کوفہ کا حال دریافت کیا

تو فرزق نے جواب دیا۔ کوفہ والے کا دل بھلے آپ کے ساتھ ہو

مگر، تکوڑی ایسے کے ساتھ ہے۔ اس لیے میں انجاہ کر رہا ہوں

کہ آپ کوفہ جانے کا راہ وہ ترک کر دیں۔ آپ ان والیں جانے

سے انکار کر دیا اور اسکے حق میں دعاء خیر کی آگے بڑھتے گے

راتستے میں طرح ان عادی سے ملاقات ہوئی۔ جو کہ کوفہ سے

سے آرہے تھے انہوں نے گھوڑے سے اتر کر تو نواسہ رسول

کے قدموں کو بوس دیا۔ سالار قافلہ ان سے بھی کو فیون کے

بادرے میں پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ: اے! حسین بن

علی رضی اللہ عنہ میں نے قادیہ کے مقام پا یک بہت بڑا شکر

دیکھا۔ جو صرف آپ سے لٹنے کے لیے تیار ہے۔ خدا کا

واسطہ دیکھ کر ہوں کہ آپ اس مقام سے ذرا بھی آگے نہ

بڑھیں۔ آپ واپس مدینہ پلے جائیں تو میں ایک محفوظ

جلدہ کا انتظام کرتا ہوں۔ آپ نے انکار کر دیا اور اس کے لیے

بھی دعا خیر فرمائی۔ قافلہ آگے بڑھتا گیا بیہاں تک کہ غلبہ

دینے کے لیے دعا کیا ہے۔ اس مقام پر خیزیز ہو گئے بیہاں پر بکرا سعدی آپ کی خدمت

اقد میں حاضر ہوا۔ وہ بھی کوفہ سے آرہے تھے حسین رضی

الله عنہ نے اس سے بھی کوئی والوں کا حال پوچھتا تا اپ نے

عرض کیا۔ حضرت ابن زید عمر وحدی اسے اپنے قوم میں اپنے

لئکر کو اٹھا کر بھی نہیں کہہ دیا۔ اس لئکر کو اسی مقام پر برداشت کیا ہے۔ اور پہلے ہی دن 40 ہزار کو فیون

نے حضرت مسلم کے دست مبارک پر بیعت کی۔

کوفہ والوں کی یہ عقیدت و محبت اور ان کا

جو نبی حضرت مسلم بن علی کی آنے والی کوفہ کو

میں داخل ہوئے، خوشی مرت سے پورا کونہ گوئی

اخلاں کو فی عفای خوشی کے غرے گوئی مخفی کو فیون

دنی مرت سرت کا اٹھا۔ حضرت مسلم کے قدم مبارک چوم کر

اور پیون کو گلے لکھ کر کیکیں۔ اور پہلے ہی دن 40 ہزار کو فیون

کو فیون کے لیے بھی آنے والی کوفہ کو

کو ہوا جائے گا۔ اور جیسا کہ فیون سے اکاواہ

زبان کھلی جائے گی۔ اور جو بات حسین علی کی بیویت کے لیے

بڑھے کی وہ بات کات دیا جائے گا۔ آج شام تک مسلم بن عقلیں

کو میرے حوالے کر دو، وہ نہ کوئی نہیں ہے۔ میں یہ بھی جاتا ہوں کہ وہ

بیہاں موجود ہے۔ حسین بن علی بھی آنے والے ہیں۔ خبردار

جس کے گھر سے حسین بن علی کی آنے والی کوفہ کو کو مسما

کر دیا جائے گا۔ اور جیسا کہ فیون سے اکاواہ

زبان کھلی جائے گی۔ اور جو بات حسین علی کی بیویت کے لیے

بڑھے کی وہ بات کات دیا جائے گا۔ آج شام تک مسلم بن عقلیں

کو میرے حوالے کر دو، وہ نہ کوئی نہیں ہے۔ میں یہ بھی جاتا ہوں کہ وہ

بیہاں موجود ہے۔ حسین بن علی بھی آنے والے ہیں۔

خلاف بغاوت کرنے کو تیرستے، وہ اپ چاپ چاپ دم دیائے

افراہی کریں۔ یہ وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اپنی جان قربان کر دیں

وہاں مسلم بن عقلیں کو فیون قتل کر دو۔ اور کوئیں کو حسین بن

علی کی بیت سے سختی سے روکے۔ پھر بھی کوئی بیت کرے تو اس کا

سر قلم کر دو۔

یہ حکم سختی ہے ایں زید احکام کو فیون کے لیے

لباس بیکن کر چھرے پر ناقاب ڈالے، مغرب و عشاء کے

در میان، رات کے اندر ہرے میں، اسی راستے سے آیا جس

حضرت علی مقام کو سمجھا کر کوفہ جانے کا ارادہ ترک کر دیں۔

یکوئی کوہ وہاں میں کافی مشہور ہے۔ ہمیں ملکے کے کہیں آپ کو

اوہ عبد علی میں کافی مشہور ہے۔ ہمیں ملکے کے کہیں نہ جائیں۔

وہاں میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

اوہ عبد علی میں فانیں ہے اور تو اور اوپنی وحدتی خلافی

کی وجہ سے کوہ وہاں سے کافی مشہور ہے۔

عمر رضی اللہ عنہ کی سیاسی زندگی

شاہد رضا: دارالحمدی پنگنور

کرنے میں گز ری۔

آپ کی جوانی ابھی شباب پر تھی کہ صفا

کے پیارے اسلام کی صد ایشہ ہوئی۔ جس کے آپ جس سخت ترین دشمن ہو گئے یہاں تک کہ آپ محلِ اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے نکل پڑے اور اپنے بیان اور ہبھوئی جو اسلام قبول کر کچے تھے ان کو بے حد بے رحم طریقے سے پیٹا اور جب آپ نے ان کے پاس قرآن کے چند آیات پڑھے۔ تو آپ کے دل نے اسلام کی طرف رغبت دلائی اور اپ اسلام کی طرف مائل ہو یوں تو لوگ دنیا میں ہزاروں بیدا ہوئے اور گزر گئے مگر نام صرف انہی کا واقعہ رہتا ہے جو باہم علم و تدریس سے دنیا میں اپنا نام پیدا کر جاتے ہیں۔ انہیں میں سے اہم ترین شخصیت خلیفہ دوم پیر المولین حضرت عمر فضیل اللہ عنہ بھی ہیں۔ جن کے علم و تدریس کے سامنے ہڑے سے ہڑے عام بھی

آپ کی پیدائش مکہ مکرمہ میں 582 سن عیسوی میں ہوئی اور آے اٹھوں یشت بر حضور صلی اللہ علیہ

آپ کچھ اس قدر طاقتور تھے کہ آپ نے کھلم کھلا اعلان کر دیا کہ میں نے اسلام قول کر لیا ہے۔ اور جب ابو جہل نے یہ بات سن تو اس کے پیروں تکے زمین ہی کھکھ گئی کیونکہ وہ ان کا مالا تھا اور ان کی طاقت کا لوہا بھی مانتا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے جہش کی طرف بھرت بھی نہیں کی اور جب مدینہ بھرت کرنے کی اجازت آئی تو آپ اپنے اہل خانہ کے ساتھ مدینہ بھرت کرنے کے لیے تیار ہو گئے اور پاواز بلند کہا جو بیرون میں کواداں اور یونیو کو یونیو کرنا چاہتا ہے وہ اس پیازائی کے پادر مجھ سے لڑے اور مجھے روک لے۔ مگر کسی کو اس کی بہت نہ ہوئی کہ آپ سے لوتا آپ نے کھلم کھلا مدینہ کو بھرت کیا۔ ملکن مدینہ نہیں گئے بلکہ قبائلی میں لٹھ گئے مردی معمول کر لیا کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چراونٹ پہلوانی اور سفارت قریش کا کام سونپا گیا۔ اس کے ساتھ ہی آپ تمہاد بھی کیا کرتے تھے۔ آپ کے والد آپ کے ساتھ بہت بر اسلوک رواں رکھتے تھے۔ جب آپ جوان میں ہوئے تو ان ستر بیان متشکلون میں مشغول ہو گئے جو شرقیے عرب میں عموماً معمول تھے عرب میں اس وقت جن پیروں کی تعلیم دی جاتی تھی اور جو اسلام را فتح خیال کی جاتی تھی وہ نسب دنی، پچ گردی، پہلوانی اور مفتری تھیں۔ نب دنی تو آپ کو موروٹی لی تھی اور آپ پہلوانی اور کشتی میں اس قدر ماہر تھے کہ عکاظ کے دنگل میں لڑا کرتے تھے۔ اور آپ نے لکھنا پڑھنا بھی سیکھ لیا تھا جس سے بہت کم لوگ دافت تھے۔ اس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چراونٹ پہلوانی وغیرہ

جب اسرائیل میں متن یا ہو کی حکومت بنی۔ اس نے کھلے عام
جگہ کام عالمان کیا اور امریکہ، برطانیہ جیسے میں کھل اس کی کھلی
حیاتیت میں کھڑے ہو گئے۔ دوسرا طرف، ایران، لبنان،
شام جیسے ممالک فلسطین کی حیاتیت میں بیٹیں اور حماس و حزب
الله جیسے گروہ اس کی خلافت کا لیے سرگرم ہیں۔

اسرائیل کے حق میں جنگ یا ماں؟
فارمین کرام!
فاطمیون اور اسرائیل کی جنگ صرف آج یا
چند سالوں کی نہیں، بلکہ یہ ایک پرانا اور مسلسل جاری رہنے
 والا نتایج ہے، جو اس وقت شروع ہوا جب اسرائیل کو عالمی
حکومت پر بطور ریاست تسلیم کیا گیا۔ تب سے آج تک لاکھوں
بے گناہ لوگ — بچے، بوزہ، خواتین اور عام شہری —
شدید ہوشیار ہیں۔

اگر جنگ کا فیصلہ کیا جائے، تو ظاہر ہے کہ امریکہ اور اس کے اتحادی اسرائیل کی پشت پر ہوں گے۔ امریکہ کا تاریخی بیان یہ ہے کہ ملت نے جس طرح یہودیوں کو گیس چبڑی میں مارا، اُس کا پول دلوانا وہ اپنی ذمہ داری سمجھتا ہے۔ اسی نظریے کو بنیاد بنا کر اسرائیل نے ”ہولوکاست“ کو ایک پروپیگنڈا کی ٹھکل دی، اور دنیا کو یہ اور کرانے کی کوشش کی کہ مسلمان یہ اُن کے اصل دشمن ہیں۔

یہ جنگ صرف فلسطین کی نہیں، بلکہ پورے مختلط کو متاثر کر سکتی ہے۔ لبیا، عراق، ایران، شام جیسے کئی ممالک اس کے اثرات کی پشت میں آچکے ہیں۔ اسرائیل کی یہ جاریت صرف فلسطین مسلمانوں کے خلاف نہیں، بلکہ پوری مسلم دنیا کو کی خطہ سمجھ کر کی جا رہی ہے۔ ان کا مقصد صرف زمین کا پکڑنے نہیں، بلکہ محمد انصار کو ختم کر کے اس کی جگہ ایمان عبادت خانہ تعمیر کرنے۔

تاتاهم، فلسطین تبا نهیں۔ اسلام، لیزان، حزب

یہ جنگ اُس وقت مزید شدت اختیار کر گئی

بہتر تھا کہ لوگ یہ مانتے ہی نہ تھے کہ یہ وہی عربی بدوں میں جو
گمراہیوں کے اندر ہیروں میں بھکتے اور اپنے بیٹیوں کو زندہ دفن
کر دیا کرتے تھے۔

بہت سارے انتظامات اور تو نیں
کے آغاز کا سہر آپ ہی کے سر یاد چاہتا ہے۔ آپ کے دور
خلافت میں اسلامی مملکت ایک طرف ایران تو دوسری طرف
لیبیا اور ترکی تک پھیلی تھی۔ آپ اتنے بڑی مملکت کے خلیفہ
ہونے کے باوجود آپ کی سادگی کا عالم تھا کہ کپڑوں میں بیند
اور رات شیوں میں گزار کرتی تھیں۔ آپ ایک مدبر اور با
صلاحیت خلیفہ تھے آپ کے عہد میں شام، فلسطین، مصر
عراق اور ایران کا کچھ حصہ قائم ہوا۔

آپ کی شہادت ابوالعلوٰ محبوبی کے ہاتھوں
ہوئی۔ جو میر کے پیچھے پلے ہی سے چھپا بیٹھا تھا اور جب آپ
نے نمازِ شروع آیا تو اس نے آپ پر حمل کیا۔ اور آپ کو شخی کر
دیا لیکن خود بھی نہ پایا اور خود کشی کری۔ اور یہ زخم آپ کے
لیے مہک ثابت ہوئی۔ اور آپ کے شہید ہونے کی بارہ بی
جس کی آپ ساپاہ سال میں دعای کی کرتے تھے جب آپ کے
آخر یام چل رہے تھے تو اپنے عین عبداللہ کو پھیج کر عائشہ رضی
الله عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بازوں و فنون ہونے کی
ابراحت طلب کی اور پھر جب آپ کا آخری وقت آیا تو پھر بھی
اجازت طلب کی جو مظہور کری گئی۔ آپ کی وفات ایک محروم
24 سن یعنی ہجری 644ء میں یوسف کو دانع ہوئی۔ آپ کی
شہادت کی تلاوی ہے سے بڑے سلاطین بھی نہیں کر
ستکت۔

* * * * *

اقصیٰ کو ختم کر کے اپنے خواب کو پورا کرنا ہے۔ ایسے میں بہتر یہی ہے کہ مظلوموں کے ساتھ کھڑے ہو کر ظلم کے خلاف عملیہ مر اجتہد کی جائے۔

اگر اسرائیل کے ساتھ امریکہ اور اس کے حليف ہیں، تو فلسطین کے ساتھ بھی ایران، ترکی، اور دیگر مسلم ممالک موجود ہیں۔ اگر اسلامی دنیا متحد ہو جائے تو اسرائیل کو کم از کم اس حد تک ضرور و کا جاسکتا ہے کہ وہ اپنی بارہت پر نظر نہیں کرے۔ اور اگر ایسا بھی نہ ہو سکا، تو اس وہ نصان ضرور پہنچایا جاسکتا ہے کہ وہاں پر بارہت کرنے سے پہلے سوچنے پر جبوجو ہو جائے۔

مشرق و مطلي کا یہ دبالتا ہوا مسئلہ محض زینتی
تباذع نہیں، بلکہ یہ ایک تہذیبی، مدنگی، اور انسانی جدوجہد کا
آئینہ دار ہے۔ اسرائیل کی چاریت، فلسطینیوں پر مسلسل ظلم،
محبہ اقصیٰ پر قبیلے کی کوشش، اور عالمی برادری کی محبتانہ
خاموشی — یہ سب وہ عوامل ہیں جو دنخواج کرتے ہیں کہ یہ
چنگ حق و باطل کے درمیان ہے، اور اسے محض سیاہی قوانین
کے زاویہ سے دکھنا بہت رہنمائی کو تھا۔

(continued)

A decorative horizontal banner featuring a variety of colorful flowers and leaves, including red, yellow, and blue blossoms, arranged in a flowing, organic pattern.

جاتے اور پورے دن خدمت اقدس میں حاضر رہتے۔

کافی مشہور ہیں۔ آپ کے چند مشوریں ایسے بھی ہیں جن کو

کی طرح جب آپ مسلم اللہ علیہ وسلم کا مصال ہوا تو ابو بُر
رضی اللہ عنہ کی تھیجت ہونے لگی اس وقت سب سے پہلے
تھیجت کرنے والی شخصیت آپ ہی تھی۔ اور آپ ہی نے ان
لی تھیجت پر سب کو رعبنت دلائی تھی آپ ابو بکر رضی اللہ عنہ
کے زمانے میں بہت سختی کیا کرتے تھے۔ کیونکہ آپ نے
مدید رضی اللہ عنہ کو نرم بیان کیا تو جب آپ غلیظ ہوئے تو
ایک روایت کے مطابق عمرو بن العاص نے سب سے پہلے
آپ کو امیر المؤمنین کہم کر پکارا ہے آپ نے بے حد پسند کیا۔
آپ کی دس سالہ خلافت خلافت را شدہ کی 30 سالہ
ورکا ایک اہم حصہ مانا جاتا ہے۔ کیونکہ آپ نے کچھ ایسا انتظام
مر رکھتا تھا کہ دوسرے ملکوں میں اسلامی فوج جنگ میں
شکوفی اور عرب میں اس طرح امن و امان قائم تھی کہ کچھ ہووا
یہ نہ ہو۔ اسی صلاحیت کے بناء پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو
غلیظ نامزد کیا تھا۔ آپ اس قدر مدد پڑھیں تھے کہ مدینہ میں
بیٹھے بیٹھے اسلامی فوج کو قیصر و کسری سے لڑاتے تھے۔ اور وہ
بھی ایک مظہم طریقے سے اور اس فون کا ظلم و نقص اس قدر

اللہ اور حسas جیسے گروہوں کے دفاع میں کھڑے ہیں۔ جو ان
میں جب ایران نے اسرائیل کے ایکڑیں ستم پر جملہ کر
کے شدید تھنچان پہنچایا تو امریکہ نے جوابی کارروائی کرتے
ہوئے ایران کے یونیکیر مقلات کو نشانہ بنایا۔ اگرچہ کچھ
تھنچان ضرور ہوا، مگر ایران نے اپنے اہم بناۓ چاہیے۔ اب
دوں، شاخی کو یہاں اور دیگر ممالک بھی ایران کی حیات میں کھل

یہ واضح ہے کہ اگر جنگ ہوتی ہے، تو سب سے زیادہ نقصان عام عموم کو ہو گا۔ مخصوص جائیں شایع ہوں گی، اسی تینیں انجیلیں گی، اور پورا خطہ تباہ کے بنا پر کچھ جائے گا۔ اس لیے کچھ لوگ امن کی بات کرتے ہیں۔ لیکن امن کا درست بھی آسان نہیں، کیونکہ اسرائیل نے ماشی میں بارہا جنگ (Ceasefire) کے معاہدے توڑ کر غزہ پر دوپہر جملے کیے ہیں۔ ایسی صورت میں امن محض وقتی چال بنن کر رہا ہے۔

اگر پھر بھی امن کی کوئی کوشش کی جائے، تو س میں یہ شرط لازمی ہوئی چاہیے کہ اگر اسرائیل نے دوبارہ طائف و رزی کی توبیاں کا ساتھ چھوڑ دے اور فلسطینیوں کے ساتھ کھڑی ہو جائے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسرائیل کبھی بھی
یرپا سیز فائر نہیں چاہے گا، کیونکہ اس کا اصل مقصد مسجد